eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

CC BY
OPEN ACCESS

**ڈاکٹر مبشر سعید**
انچارج ایجوکیشن یونٹ، سٹی ٹریفک پولیس، فیصل آباد
**ڈاکٹر افضل حمید**
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

**Dr Mubshar Saeed** **Email**: mubasharsaeed550@gmail.com
Incharge Education Unit, City Traffic Police, Faisalabad
**Dr Afzal Hameed** **Email:** drafzalhameed@gcuf.edu.pk
Associate Professor, Dept. of Urdu, Govt. College University, Faisalabad

# اردو ادبِ اطفال ابتدائی نقوش

# INITIAL STEPS OF CHILDREN'S URDU LITERATURE

**DOI:**https://doi.org/10.56276/tasdiq.v4i2.100

## ABSTRACT

One of the major fields of literature and journalism is Children's Literature. In the 19th century, the tradition of the publication of magazines in Urdu journalism became very strong, but the first regular magazines for children began in the early twentieth century. "Bachon Ka Akhbar" of Munshi Mehboob Alam is regarded as the first children's magazine published in May 1902. So far more than 300 such magazines have been launched till now. The Role of Government in this regard is also praiseworthy. In the last half of the Twentieth Century, the Government of Pakistan, many booklets from English Literature to Urdu Literature for Children were translated. It made the history of children's literature.

**KEYWORDS**
Children's Literature, Special Editions, Urdu Magazine, Translations, 19th Century, Journalism, Bachon Ka Akhbar, Munshi Mehboob Alam.

**Received**: 27-Aug-22
**Accepted**: 28-Dec-22
**Online**: 30-Dec-22

اردو، فارسی اور عربی میں مستعمل لفظ "ادب" کے لئے انگریزی میں Literature کا لفظ جب کہ سنسکرت اور ہندی میں لفظ "ساہتیہ" استعمال ہوتا ہے۔ ادب لکھا ہوا یا نقش کیا ہوا لفظ ہے جو محفوظ رہنے کی قابلیت رکھتا ہو۔ ادب کا معنی و مفہوم بڑا وسیع ہے۔ ادب کی تعریف کے تعین سے پہلے ہم مختلف لغات سے اس کا معنی بیان کرتے ہیں۔

مولوی سید احمد دہلوی "فرہنگ آصفیہ" میں "ادب" کے معنی یوں لکھتے ہیں:

"ادب (ع، اسم مذکر)

(۱) لغوی معنی ہر چیز کی حد کو نگاہ رکھنا، نگہداشتِ حد ہر چیز

(۲) طریقہ پسندیدہ نگہداشت مرتبہ، خلق، اخلاق، تہذیب

(۳) طور طریقہ، ڈھنگ، قاعدہ، ضابطہ، اصول، دستور العمل

(۴) علمِ زبان، علم عربی

(۵) حیا، شرم، لحاظ، لاج

(۶) تعظیم، تکریم

(۷) (بحالتِ ندا) صرف اردو میں کتے کے دھتکارنے کو بھی ادب کہتے ہیں۔ دھوت۔ دور ہو، چلا جا، پرے ہٹ جیسے ادب کتے ادب

(۸) عجز و نیاز، فروتنی و انکسار۔"(۱)

"جامع نسیم اللغات" میں سید قائم رضا نسیم امروہوی اور سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی لکھتے ہیں:

"ادب (ع، مذکر) تہذیب، سلیقہ، حفظِ مراتب، نظم و نثر کے متعلقہ علوم، لٹریچر۔"(۲)

شان الحق حقی کے نزدیک ادب کے معنی یہ ہیں:

"تعظیم، تکریم، لحاظ، خوش اسلوبی، شائستگی، کسی زبان یا کسی موضوع پر وقیع، عمدہ، دل پسند تحریریں، نظم و نثر کی تخلیقات اور ان سے تعلق رکھنے والی تنقیدی یا تحقیقی انشائیں۔"(۳)

عبد اللہ خان خویشگی کے مطابق

"اَدب تعظیم، قاعدہ، وقر، پسندیدہ طریقہ، جمع آداب، علم زبان دانی۔"(۴)

درسی اردو لغت میں ادب کے معنی ہیں۔

"تعظیم، عزت کرنا، تہذیب، شائستگی، کسی زبان کے خاص موضوع کی کتابیں علوم، انگریزی میں لٹریچر۔"(۵)

ڈاکٹر فرمان فتح پوری "رافع اللغات" میں لکھتے ہیں:

"تہذیب، شائستگی، تمیز، اعلیٰ ذوق، احترام، لحاظ، تعظیم، سلیقہ، ضابطہ، دل پسند انداز، قاعدہ، زبان و بیان اور اصناف سخن کے متعلقات۔"(۶)

مختلف لغات کے مطالعہ سے لفظ "ادب" کے معنی کافی حد تک سمجھ میں آجاتے ہیں. شان الحق حقی کے بیان کردہ معنی دیگر لغات کی نسبت زیادہ موثر اور جامع ہیں۔ معنی دیکھنے کے بعد لفظ "ادب" کی تعریف کسی حد تک واضح ہو جاتی ہے۔ لیکن ادب کی کوئی حتمی تعریف کرنا ممکن نہیں۔ ادب ہمارے ذہن میں جنم لینے والے جذبات، احساسات اور خیالات کو مختصر مگر جامع اور بہتر انداز سے بیان

کرنے کا ذریعہ ہے۔ ادب معاشرتی رویوں اور خیالات کا عکاس ہوتا ہے۔ ادب اور معاشرہ براہ راست ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ بعض لوگ ادب کو زندگی کہتے ہیں۔ کچھ اس کے برعکس سوچتے ہیں کیونکہ زندگی گزارنے کا انداز ہر انسان کا مختلف ہوتا ہے۔ زندگی کے نشیب و فراز سے گزرنے کے بعد ہر انسان کے ماخذات و حاصلات ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ کسی کی زندگی جبر مسلسل تو کسی کی جہد مسلسل میں گزرتی ہے اور کسی کے لئے زندگی پھولوں کی سیج ہوتی ہے۔ گویا زندگی اور ادب کا مفہوم ہر انسان کے شعور، ادراک اور فہم و فراست کے مطابق ہوتا ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی اس ضمن میں لکھتے ہیں:

"ادب کے سلسلے میں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ادب زندگی میں کسی چیز کا "بدل" نہیں ہے اور اگر اس کی حیثیت کسی اور چیز کے بدل کی ہے تو پھر وہ ادب نہیں ہے۔"(۷)

ادب کو زندگی کہنے سے زیادہ موضوع الفاظ یہ ہیں کہ ادب زندگی میں نئے راستے تلاش کرنے کا نام ہے۔ زندگی کے سربستہ رازوں سے پردہ ہٹانے اور انسان میں انسانیت بیدار کرنے کا نام ہے۔ ادب فکر کی پرواز ثریا تک لے جاتا ہے اور تخیل کو قوس قزح کے رنگوں کی طرح دل کش سانچوں میں ڈھال کر زندگی کو نئی جہات سے روشناس کراتا ہے۔ سید وقار عظیم لکھتے ہیں:

"ادب اس لئے بنتا ہے اور زندگی کی ترجمانی اور تفسیر و تعبیر کا اہم فریضہ اس لئے انجام دیتا ہے کہ ادیب کے تخیل کی رنگینی اور اس کے فکر کی بلندی زندگی کے لئے نئے گوشے تلاش کرتی اور انھیں دل کش سانچوں میں ڈھال کر ہمارے سامنے لاتی ہے۔"(۸)

ادب قوموں کی تشکیل نو میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ جس زبان، سماج یا قوم کا کوئی ادب نہیں ہوتا۔ وہ مردہ تصور کی جاتی ہے۔ یہ ہجوم کو قوم اور قوم کو مذہبی، اخلاقی، سماجی اور سیاسی طور پر بیداری لانے میں کردار ادا کرتا ہے۔ ڈاکٹر خوشحال زیدی لکھتے ہیں:

"ادب کا سب سے بڑا مقصد قوم میں انسانیت، آزادی کا جذبہ، خوداعتمادی، بیداری اور اتحاد پیدا کرنا ہے۔ ادب ظلم کی مخالفت کرتا ہے۔ یہ جہالت و غفلت اور سستی و خود پرستی کو دور کرتا ہے۔ توہم پرستی کو دور کرکے قوت عمل پیدا کرتا ہے۔ ادب کا کام ماضی کو پیش کرکے حال کا درس دینا اور مستقبل کا عکس دکھانا ہے۔"(۹)

ادب ماضی اور مستقبل کو حال کے پل سے جوڑ کر ایک ربط قائم کرتا ہے۔ بہترین خیالات کو بہترین الفاظ کے چناؤ کے ساتھ مستقبل کے معماروں کے لئے محفوظ بناتا ہے۔ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ادب قوموں کے ورثوں کا محافظ ہوتا ہے۔ اظہر پرویز ادب کی یہی خوبی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ادب کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے زمانے کے بہترین خیالات کو بہترین لفظوں میں بہترین ترتیب کے ساتھ محفوظ کر لیتا ہے۔ اس میں سچ پوچھئے تو اپنے زمانے کے نہ صرف بہترین خیالات، الفاظ اور ترتیب کے ہیں بل کہ اس میں اپنے زمانے کی سچی روح ہوتی ہے۔"(۱۰)

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم(۱۱)

بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق ہے۔ قرآن کریم کی "سورۃ المومن" میں اللہ کریم مادرِ رحم میں قرار پانے والے نطفہ سے پیدائش تک کے مدارج کو بڑی وضاحت سے بیان کرتے ہیں۔ بچہ انسانی زندگی کی پہلی اکائی ہے۔ نومولود کی نہ کوئی زبان نہ رنگ اور نہ نسل ہوتی ہے۔ بل کہ وہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ کار جہاں سے بے نیاز وہ رو کر اس فانی دنیا میں اپنی آمد کا اعلان کرتا ہے۔ امام بخاری، صحیح البخاری میں حدیث نبوی ﷺ نقل کرتے ہیں:

"ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔"(۱۲)

پیدائش کے کچھ عرصہ بعد بچہ آنکھیں کھولتا ہے اور پھر ہر گزرتے دن کے ساتھ ننھے منھے اعضاء کو حرکت دینا شروع کرتا ہے۔ وہ بولنے کی کوشش میں ہنکارے بھرتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ اس شیر خوار کی حرکات و سکنات اور آوازوں میں شفافیت آنا شروع ہو جاتی ہے۔ دن، مہینوں اور مہینے سالوں میں تبدیل ہونے کے ساتھ ساتھ بچے کے خدوخال اور ذہنی صلاحیتوں میں بتدریج اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ ڈاکٹر خوشحال زید لکھتے ہیں:

"بچہ جب اس دنیا میں آتا ہے تو اس کی حیثیت ایک جاندار گوشت کے لوتھڑے کی سی ہوتی ہے جس کے انسانی اعضاء ہوتے ہیں۔ وہ صرف روتا ہے۔ ماں کا دودھ پیتا ہے۔ ماں کے بدن کی گرمی اور وقت کا چکر آہستہ آہستہ اس جاندار لوتھڑے کو باشعور بناتا ہے۔ بچہ اپنی ماں کو دیکھتا ہے۔ اپنے آس پاس کے ماحول کو دیکھتا ہے۔ ایک سال سے تین سال کی عمر تک وہ آس پاس کی چیزوں کو پہچاننے لگتا ہے۔ بولنے کی کوشش کرتا ہے۔ تین سے چھے سال کی عمر کے درمیان وہ پڑھنا، لکھنا سیکھنے لگتا ہے۔ وہ ہر چیز کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اپنے آس پاس کی تمام چیزوں کے بارے میں جاننے کے لئے بے چین اور بے قرار رہتا ہے۔ اس کی قوت متخیلہ، ذہن اور جسم نشوونما پاتے ہیں۔"(۱۳)

بچوں میں چیزوں کو جاننے، پرکھنے اور محسوس کرنے کا تجسس بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے۔ کسی چیز کو پہلی بار دیکھنے سے اس کے متعلق جاننے کا تجسس انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ یہ کیا ہے؟ یہ کیوں ہے؟ یہ کیسے ہے؟ جیسے بہت سارے سوالات بچوں کے ذہن میں جنم لیتے ہیں جن کا فوری جواب تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نومولود کی پہلی درسگاہ اس کی ماں ہوتی ہے۔ ایک زمانہ میں مائیں بچوں کو منظوم لوریاں سنا کر سلایا کرتیں تھیں۔ یہی لوریاں اور داستانیں دراصل بچوں کے ذہنوں میں ادب کے بیج بوتی ہیں۔ جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تناور درخت بن جاتا ہے۔ ماؤں کی یہ موزوں اور ہم وزن لوریاں بچوں کو ادب شناس بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔ بچوں کی لطیف طبع، مزاج، علمی رغبت، تربیت، اصلاح اور ادبی وابستگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے شعراء و ادیب بچوں کا ادب تخلیق کرتے ہیں۔ ماہرین بچوں اور بڑوں کے ادب کو چند بنیادی اصولوں پر علیحدہ علیحدہ گردانتے ہیں۔ بچوں کے ادب کا معیار اور اصولوں کو سمجھنے کے لئے ہم مختلف ماہرین کی ادب اطفال کی تعریف کا جائزہ لیتے ہیں تا کہ ہم بچوں اور بڑوں کے ادب میں تمیز کر سکیں۔ ماہرین اپنے اپنے انداز میں بچوں کے ادب کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں۔ سلیم اختر لکھتے ہیں:

"بچوں کا ادب ایسی تحریروں پر مشتمل ہوتا ہے جن میں دوڑ پیچھے کی طرف کے مصداق ادیب بچہ بن کر بچوں کے لئے لکھتا ہے۔"(۱۴)

زیب النساء بیگم لکھتی ہیں:

"بچوں کا ادب اس وقت تک بچوں کا ادب کہلانے کا مستحق نہیں جب تک کہ لکھنے والا خود اپنے آپ کو بالکل بچہ ہی نہ بنالے اور اسی انداز میں سوچنے لگے اور بچوں کے لئے لکھے۔"(۱۵)

ڈاکٹر بانو سرتاج کے مطابق ادب اطفال کی تعریف یہ ہے:

"وہ ادب جو بچوں میں جستجو، فکر و عمل کو فروغ دے کر زندگی کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ بچوں میں باہمی الفت، قربانی، انسانیت، بے لوث خدمت اور حب الوطنی کی صفات کو فروغ دیتا اور مشکلوں سے لڑنا سکھاتا ہے۔ وہ ادب اطفال ہے۔"(۱۶)

پروفیسر اکبر رحمانی کے مطابق:

"وہ ادب جس کے ذریعے بچوں کی دلچسپی اور شوق کی تسکین ہو اور جو مختلف عمر کے بچوں کی نفسیات، ضرورتوں، دلچسپیوں، میلانات اور ان کی فہم وادراک کی قوت کو پیش نظر رکھ کر تخلیق کیا گیا ہو، صحیح معنوں میں "بچوں کا ادب" کہلانے کا مستحق ہے۔"(۱۷)

شاعر وادیب شفیع الدین نیر ادب اطفال کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں:

"بچوں کے ادب سے مراد نظم و نثر کا وہ ذخیرہ ہے جو خاص طور پر بچوں کے لئے لکھا گیا ہو۔ اپنی معنویت و افادیت کے اعتبار سے بچوں کے لئے موزوں ہو۔"(۱۸)

جونیئر انسائیکلوپیڈیا کے مطابق بچوں کے ادب کا مواد ضروری نہیں کہ بطور خاص بچوں کے لئے ہی لکھا گیا ہو:

"By children literature, is meant three kinds of writings, important in the lines of you people as they grow up. In the first place the term includes all of different kinds of stories, especially for boys and girls. Secondly, it refers to traditional or folk literature, the collection of fairly tales. Finally, it includes the books written for adults which children have claimed as their own."(19)

بچوں کی تربیت میں بچوں کے لکھاریوں، اساتذہ اور والدین کا بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ والدین بچوں کی ابتدائی تربیت کرتے ہیں۔ زمانہ "طفولیت" میں بچہ زیادہ وقت ماں اور گھر کے دیگر افراد کے ساتھ گزارتا ہے۔ پھر بچپن میں دینی و دنیاوی تعلیم کے حصول کے لئے والدین کے ساتھ ساتھ اساتذہ کا کردار بھی اہم ہے۔ بچہ مکتب میں اپنے ہم جماعتوں سے ملتا ہے۔ اور وہ سب معصومانہ انداز میں روزانہ کی بنیاد پر نئے سیکھنے والے علوم کا ایک دوسرے کے ساتھ تبادلہ کرتے ہیں۔ بچہ ہر روز کچھ نہ کچھ نیا سیکھ رہا ہوتا ہے۔ نئے سیکھے جانے والے اعمال میں کچھ اچھے جب کہ کچھ نازیبا ہوتے ہیں۔ جن میں امتیاز کرنے کا ہنر بچوں میں والدین اور اساتذہ کی بدولت پروان چڑھتا ہے۔ "لڑکپن" میں بچہ جسمانی اور ذہنی طور پر قدرے مضبوط ہو جاتا ہے۔ اور اس میں تجسس، جنونیت، مقابلہ بازی اور سبقت لے جانے کی

خواہش میں شدت آجاتی ہے۔ وہ ہر روز نئی سے نئی اڑان بھرنے کی جستجو کرتا ہے۔ نصابی و غیر نصابی سرگرمیوں میں بھرپور طریقہ سے حصہ لیتا ہے۔ وہ معاشرہ میں مفید اور فعال کردار ادا کرنے کا خواہاں ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں صحیح رہنمائی بچے کو صحیح منزل کے تعین کا شعور دیتی ہے۔ جیسے ڈاکٹر اسلم فرخی "بچوں کے مرزا غالب" میں غالب کے بچپن کا واقعہ قلم بند کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میر تقی میر اردو کے بڑے شاعر تھے۔ مرزا نوشہ کی طرح وہ بھی آگرے کے رہنے والے تھے پھر دلی چلے گئے۔ وہاں سے لکھنو جابسے۔ اس زمانہ میں بہت بوڑھے ہو چکے تھے۔ کسی نے نو عمر مرزا نوشہ کے کچھ شعر انہیں سنائے۔ کہا اکبر الہٰ آبادی کا یہ لڑکا عجیب انداز کے شعر کہہ رہا ہے۔ نہ پہلے کسی نے کہے۔ نہ ان دنوں کوئی اور کہتا ہے۔ معلوم نہیں کیا کہنا چاہتا ہے۔ میر صاحب نے شعر سن کر کہا "اگر اس لڑکے کو کوئی کامل استاد مل گیا اور اسے سیدھے رستے پر ڈال دیا تو لاجواب شاعر ہو گا ورنہ مہمل بکنے لگے گا۔"[۲۰]

قائد اعظم محمد علی جناح کی سیرت، کردار اور تعلیمات پر مکتبہ عالیہ لاہور نے متعدد کتب شائع کیں۔ اس سلسلہ کی ایک مختصر کتاب "قائد اعظم کی باتیں" میں فرزانہ یاسمین، جناح کے بچپن کا ایک واقعہ قلم بند کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

"محمد علی اب سو رہو۔ اتنی دیر تک پڑھتے رہو گے تو بیمار ہو جاؤ گے۔" ننھے جناح نے جواب دیا۔ "میں اگر اب محنت نہ کروں گا تو زندگی میں بڑا آدمی کیسے بنوں گا؟!"[۲۱]

ادارہ یونیسف کے مطابق ۱۸ سال تک کی عمر کے انسان کو بچہ تصور کیا جاتا ہے۔ ماہرین طب اور نفسیات بچپن کے ادوار کی گروہ بندی اس طرح کرتے ہیں۔ "طفولیت" یا ابتدائی عمر، پیدائش سے پانچ سال تک کے زمانے کو کہتے ہیں۔ چھے سے نو سال تک کی عمر کو "بچپن" جب کہ نو سے پندرہ سال تک کی عمر کو "لڑکپن" تصور کرتے ہیں۔ ۱۸ سال کے جوان کو عاقل بالغ اور قوت فیصلہ کا مالک تصور کیا جاتا ہے۔ بلوغت کی عمر مختلف علاقوں کے موسم اور خوراک کے اعتبار سے مختلف ہے۔ لیکن مجموعی طور پر ۱۸ سال کے جوان کو آزاد اور خود مختار انسان تصور کیا جاتا ہے۔

۲۴ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو اقوام متحدہ کا قیام عمل میں آیا تو بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے انقلابی اقدامات اٹھائے گئے۔ بچوں کی نصابی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ غیر نصابی سرگرمیوں پر بطور خاص توجہ کی گئی۔ بچوں کے بنیادی حقوق کے چارٹ میں یہ بات لازم قرار دی گئی کہ بچوں کی بھرپور جسمانی و ذہنی نشوونما کا انتظام کیا جائے۔ بچوں کے ادب کی تخلیق اس سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔ ادب اطفال تخلیق کرنے والے شعراء و ادباء کا کردار اس ضمن میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ویسے تو اٹھارویں صدی میں انگریزی اور دیگر زبانوں میں بچوں کے لئے باقاعدہ ادب تخلیق کرنے کا آغاز ہوا جب کہ اردو زبان میں اس کے آثار مغل بادشاہ عالمگیر کے زمانہ سے ملتے ہیں۔ پھر انیسویں صدی میں بھی ادب اطفال میں خاصی پیش رفت نظر آتی ہے۔ لیکن بیسویں صدی کو بچوں کے ادب کا عہد زریں شمار کیا جاتا ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ بیسویں صدی بچوں کے ادب کے فروغ اور اشاعت میں ہمیشہ بہترین صدی کے طور پر تصور کی جا سکتی ہے۔ ادب اطفال اہمیت و افادیت کے اعتبار سے زمانے کی ضرورت ہے۔ اس کے بنا نونہالوں کی ترقی ممکن نہیں۔ اس حقیقت کو مد نظر رکھ

کر تخلیق کیا گیا بچوں کا ادب کامیابی کا ضامن ہو گا۔ بچوں کی ترقی کی سمت میں جو عناصر متحرک ہوتے ہیں ان عناصر میں ادب اطفال کی بڑی اہمیت ہے۔ ادب اطفال کے ذریعے ہی بچوں کی پنہاں خوبیوں کو عیاں کیا جاتا ہے اور ان کے مستقبل کی سمت کا یقین ہوتا ہے۔ بچے کسی قوم کے لئے موسم بہار کی مانند ہوتے ہیں جو ملک کو سرسبز و شاداب اور پھلنے پھولنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

بچوں کی تربیت سازی میں ادب اطفال کی افادیت سے کوئی بندہ انکاری نہیں۔ بچوں کی ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے اور ان کو صحیح سمت پر گامزن کرنے کے لئے ادب اطفال کی تخلیق میں لکھاریوں کو خاص التزام رکھنا ہوتا ہے۔ بچوں کے ذہن میں مختلف سوالات ہمہ وقت گردش کرتے رہتے ہیں۔ فطرت میں شامل تجسس کی وجہ سے وہ ہر چیز کو حیرت و استعجاب سے دیکھتے ہیں۔ لہٰذا بچوں کی لطیف طبع اور شوق و میلان کے پیش نظر موضوع کا انتخاب لکھاری کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک لکھاری بچوں کے لئے کوئی کہانی تخلیق کر رہا ہے تو اس کو چاہیے مختصر، دل چسپ اور زندگی کے کسی ایک پہلو کا انتخاب کر کے تحریر کرے۔ نذیر انبالوی لکھتے ہیں:

"بچوں کے لئے لکھی جانے والی کہانی مختصر، دلچسپ اور زندگی کے کسی ایک پہلو کو بیان کرے۔ بچوں کے لئے لکھی جانے والی کہانی واقعات کا ایسا مجموعہ ہوتی ہے جو دل چسپی سے لبریز ہو۔"(۲۲)

بچوں کی قوت متخیلہ بڑی زبردست ہوتی ہے۔ اس لئے بچوں کے ادب کی بنیاد علم اور اخلاق پر رکھنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ بچوں کی خوابیدہ صلاحیتوں میں نکھار لانے کے لئے تعلیم و تربیت کا معیار انتہائی بلند ہونا چاہیے۔ بچوں کے ادب کی زبان سلیس ہونی چاہیے۔ زبان جتنی آسان ہو گی بات کا سمجھنا اتنا آسان ہو گا۔ لہٰذا یہ امر قابل غور ہے کہ بچوں کا ادب نہایت سادہ اور دلچسپ ہو نہ کہ ثقیل الفاظ کا جوار بھاٹا۔ آورد کی بجائے آمد سے کام لیا جائے۔ نثر ہو یا نظم، تکلفات اور تصنعات کی بجائے سلاست اور وضاحت سے کام لیا جائے۔

۳۲۰ قبل مسیح میں ایران پر سکندر اعظم نے حملہ کیا۔ ایران یونانیوں کے زیر تسلط چلا گیا۔ ۸۰ سال تک ایرانی زبان پر یونانی زبان غالب رہی۔ مختلف ادوار میں ایران مختلف اقوام کے زیر اثر رہا اور فارسی زبان و ادب میں مختلف زبانوں کی آمیزش سے تغیر و تبدل ہوتا رہا۔ بالآخر ایران میں اسلام کی آمد ہوئی اور اہل ایران سے بڑی تعداد میں لوگ مشرف با اسلام ہوئے۔ عربی زبان ایران میں دینی، سرکاری اور علمی زبان کی حیثیت اختیار کر گئی۔ عربی زبان نے فارسی زبان پر گہرے اثرات مرتب کئے۔ گویا فارسی نے مختلف زبانوں کا ادب، الفاظ، تراکیب، محاورات اور ضرب الامثال کو اپنے اندر سمو رکھا ہے۔ پھر یہی فارسی زبان ہندوستان میں مسلم دور حکومت میں سرکاری سرپرستی میں چلی گئی اور وہاں کی مقامی زبانوں بالخصوص اردو زبان پر اثر انداز رہی۔ اس دور میں بچوں کی ابتدائی تعلیم کے لئے درسی کتب بھی فارسی زبان میں تھیں۔ اردو زبان میں بچوں کا ادب انہیں فارسی کتب کی مرہون منت ہے۔ برصغیر میں اُس وقت فارسی کی حاکمیت کے متعلق ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں:

"دربار سرکار تک رسائی کے لئے فارسی دانی ویسے ہی ضروری تھی جیسے انگریزی عہد میں انگریزی دانی ضروری تھی۔"(۲۳)

مغلیہ عہد میں فارسی زبان کی بدولت دیگر زبانوں، ادب بذریعہ ترجمہ منتقل ہوا اور متنوع موضوعات کا ذخیرہ جمع ہو تا گیا۔ ڈاکٹر

سید عبد اللہ لکھتے ہیں:

"اکبر کا عہد فارسی ادب کے لئے ترقی کا زمانہ تھا۔ اس لئے کہ اسی زمانے میں فارسی میں بہترین تاریخیں مرتب ہوئیں اور زبانوں کی کتابوں کا بھی فارسی ترجمہ ہوا۔ غرض ہر طرح کی تصنیفات کا ایک ذخیرہ جمع ہو گیا۔"(۲۴)

تقریباً آٹھ صدیوں تک مسلمانوں کی بدولت فارسی برصغیر کی علمی، ادبی، سرکاری اور تہذیبی زبان کے طور پر رہی۔ عوام و خواص میں اس کو خوب پذیرائی ملی۔ فارسی گوئی کو اہل ہندوستان اپنا فخر سمجھتے تھے پھر رفتہ رفتہ شہنشاہ عالمگیر کے عہد سے فارسی زبان کے زوال کے آثار نمودار ہونے لگ پڑے۔ پہلے فارسی، پھر فارسی اردو اور پھر اردو برصغیر کے اہل علم لوگوں کے طبع آزمائی کے لئے پسندیدہ زبان بن گئی۔ بچوں کے ادب کی بات کریں تو محققین اس کے آغاز کا زمانہ شہنشاہ عالمگیر کے زمانہ کو گردانتے ہیں۔ بچوں کے ادب کی ابتدائی کتابوں میں زبان فارسی غالب ہے۔ بعض ماہرین ادب بچوں کے ادب کی پہلی کتاب ابو النصر فراہی کی تصنیف "نصاب الصبیان" شمار کرتے ہیں۔ یہ کتاب بچوں کے تعلیمی نصاب کے طور پر ایک عرصہ تک ادب اطفال کے لکھاریوں کی توجہ کا مرکز بنی رہی۔ اسی طرح بعض مؤرخین امیر خسرو کو اردو کا پہلا شاعر تصور کرتے ہیں۔ ادب اطفال کی بات کریں تو بچوں کے پہلے شاعر بھی امیر خسرو ہی ہیں۔ ان کی تصنیف "خالق باری" کو ادب اطفال کی پہلی کتاب ہونے کا اعزاز ہے۔ ڈاکٹر مظفر اپنی تصنیف "حیات و جستجو" میں لکھتے ہیں:

"میرا خیال ہے کہ "نصاب الصبیان" جو ابو النصر فراہی کی شہرہ آفاق نصابی کتاب ہے۔ اور اسی نوع کی دوسری تدریسی تصنیفات اردو کے طفلی ادب کے لئے مثالی نمونے رہے ہوں گے۔ مذکورہ بالا تصانیف دراصل عربی فارسی کی مختصر منظوم لغات تھیں۔ حالانکہ کچھ محققین کو اس بارے میں شبہات ہیں اور وہ اسے زیادہ مستند نہیں گردانتے لیکن میں ان دوسرے محققین سے اتفاق کرتا ہوں جن کے خیال میں "خالق باری" امیر خسرو کی (۱۳۲۵ء-۱۲۵۳ء) کی تصانیف میں سے ایک ہے۔ "خالق باری" بھی دراصل ایک مختصر لغت ہے جو نظم کی ہیت میں ہے اور اس نظم کے مختلف اجزاء مختلف بحور میں ہیں۔ اس طویل نظم میں خسرو نے ایسے ہندی الفاظ کے فارسی مترادفات فراہم کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو عام ہندوستانی بول چال میں کثرت سے مستعمل تھے۔"(۲۵)

امیر خسرو اور "خالق باری" کے متعلق حافظ شیرانی دیگر محققین سے متفق نہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ خالق باری ضیاء الدین خسرو کی تصنیف ہے۔

اردو میں بچوں کے ادب کی روایت کے ابتدائی نقوش میں فارسی اور اردو کا امتزاج نظر آتا ہے۔ جس کو دیکھتے ہوئے اردو زبان نے دخترِ زیبا کا لقب پایا۔ اسی طرح بعض کے کلام میں اردو اور ہندی کا حسین امتزاج نظر آتا ہے۔ اس امتزاج کا عملی مظاہرہ امیر خسرو کی پہیلیوں، دوسخنوں اور کہہ مکرنیوں میں نظر آتا ہے۔ ڈاکٹر ذکیہ مشہدی لکھتی ہیں:

"ان کے ہندی کلام میں پہیلیاں، کہہ مکرنیاں اور دوسخنے بھی ہیں جو بچوں کے ادب میں بلاشبہ شمار کئے جاسکتے ہیں۔ اس طرح امیر خسرو اردو میں بچوں کے پہلے ادیب قرار پاتے ہیں۔"(۲۶)

ادب اطفال کے بتدریج ارتقاء کا جائزہ لینے سے یہ باور ہوتا ہے کہ "خالق باری" طویل عرصہ تک بچوں کی تدریسی ضروریات پوری کرنے والی تصانیف کی بنیاد بنی رہی۔ غلام احمد فروغی کی "قادر نامہ فروغی" عباس رفعت بھوپالی کی "عباس نامہ" عبدالصمد بیدل کی "حمد باری" اور محمد صابر کی "چراغِ فوائد" اس ذیل کی قابل ذکر تخلیقات ہیں۔ مکانی اعتبار سے دکن، احمد نگر، بیجاپور، گول کنڈہ، بیدر اور برار جیسی ریاستوں میں بچوں کے ادب کے ابتدائی نقوش ملتے ہیں۔

سترھویں صدی میں بچوں کے ادب کے حوالہ سے مثنوی "باپ نامہ" جو کہ شاہ حسین ذوقی کی تصنیف ہے۔ ایک اہم اضافہ ہے۔ یہ کتاب نصابی ضروریات کے تحت نہیں بل کہ بچوں کے اخلاقیات کے لئے بنائی گئی۔ اس میں والدین کے ادب و احترام کا درس دیا گیا ہے۔ ولی دکنی اور ان کے معاصرین نے بھی کسی حد تک بچوں کے ادب کو فروغ دیا۔ بلند پایہ شاعر میر تقی میر کی شاعری میں بچوں کی نظمیں پائی جاتی ہیں۔ یہ نظمیں اپنے اسلوب، موضوعات اور زبان کے شستہ پن کی وجہ سے بچوں کے لئے دلچسپی رکھتی ہیں۔ میر کی نظمیں "موہنی بلی"، "کھٹمل"، "مورناچہ"، "بکری اور کتے" اور مچھر وغیرہ بلحاظ ادب اطفال اہم ہیں۔ محقق اظہر علی فاروقی لکھتے ہیں:

> "اگر نظیر اکبر آبادی کا گلہری کا بچہ اور ریچھ کا بچہ، مولانا اسماعیل میرٹھی کی گائے، شفیع الدین نیر کا ریچھ والا، اس رجحان (بچوں کا ادب) کو پورا کرسکتے ہیں اور ان نظموں کو بچوں کی شاعری کے تحت رکھتے ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ میر تقی میر کی موہنی بلی، بکری اور کتے، میر کا گھر کیوں اس ضمن میں نہ رکھے جائیں۔"(۲۷)

نظیر اکبر آبادی کا نام اٹھارویں صدی میں بچوں کا ادب تخلیق کرنے والوں میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے بچوں کا ادب نہایت عام فہم اور سادہ انداز میں بچوں کی سطح پر تخلیق کیا ہے۔ عربی، فارسی اور سنسکرت کے ثقیل الفاظ نہ ہونے کے برابر استعمال کئے ہیں۔ آپ بچوں کے شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ بچوں کے معلم بھی تھے۔ شاید اسی وجہ سے آپ بچوں کی نفسیات، رجحانات و میلانات سے خوب واقف تھے۔ افسر میرٹھی لکھتے ہیں:

> "نظیر مدرس تھے، چھوٹے چھوٹے بچوں کو پڑھایا کرتے تھے اور یہ بات ایک حد تک یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ انہوں نے اکثر نظمیں اپنے شاگردوں کے لئے لکھی تھیں۔ نظر کو روز مرہ کی آسان زبان میں مشاہدات و تجربات کے بیان کرنے میں بڑی مہارت و قدرت حاصل تھی۔"(۲۸)

کلیات نظیر میں بچوں کے ادب کا قیمتی سرمایہ موجود ہے۔ ایام طفلی، معصوم بھولے بھالے، کنکوے اور پتنگ، گلہری کا بچہ پودنے اور گڑ پنکھ کی لڑائی، ریچھ کا بچہ، ہرن کا بچہ، تل کے لڈو، وغیرہ جیسی نظمیں اس کی مثال ہیں۔ اردو ادب میں بچوں کے ادب کا ابتدائی ذخیرہ منظوم ہے۔ نثری ابتدائی دور میں کوئی بھی قابل ذکر نہ ہے۔ پہلا نثری مجموعہ جس کو بچوں کے ادب سے منسوب کرسکتے ہیں۔ وہ انشااللہ خاں انشاء کی تصنیف "رانی کیتکی کی کہانی" ہے۔ جو ۱۷۹۳ء میں لکھی گئی۔ منظر حنفی لکھتے ہیں:

> "۱۷۹۳ء میں انشاء اللہ خان انشاء لکھنوے نے پہلی بار نثر میں ایک کہانی لکھی جو نہ صرف بچوں کا پہلا افسانہ ہے بل کہ ہندی کے افسانوی ادب کا سنگ بنیاد بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔"(۲۹)

اردو زبان وادب کے فروغ میں فورٹ ولیم کالج کلکتہ (۱۸۰۰ء) کی خدمات فراموش نہیں کی جاسکتی۔ فورٹ ولیم کالج میں کتابوں کی تصنیف اور تراجم پر کام ہوا تھا۔ ان تصانیف میں سادہ سلیس اور شستہ زبان استعمال کی گئی جو بڑوں کے ساتھ بچوں کی سمجھ میں بآسانی آسکے۔ اس لئے میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ فورٹ ولیم کالج بھی کسی حد تک فروغ ادب اطفال کا موجب بنا ہے۔ باغ وبہار، خلائی ہند، آرائش محل، قصہ حاتم طائی، صد حکایات، بیتال پچیسی اور سنگھاسن بتیسی فورٹ ولیم کالج سے شائع شدہ ایسی کتب ہیں جن میں بڑوں کے علاوہ بچوں کی دلچسپی کا ساماں بھی موجود ہے۔ فورٹ ولیم کالج کے بعد ۱۸۲۵ء میں دہلی کالج نے بھی تراجم اور تدوین کا خوب کام کیا۔ ان کے علاوہ ایسی کتب بھی تصنیف کیں جو بچوں کے اخلاقیات بہتر بنانے میں معاون ثابت ہوں۔ ۱۸۳۵ء میں بچوں کی تعلیم وتربیت کے ضمن میں کلکتہ و ممبئ میں انفینٹس ایجوکیشن انسٹی ٹیوٹ اور شہری رنگ کمپنی نے تعلیم نامہ کے عنوان سے ایک کتاب شائع کی اس کتاب کے خالق محمد ابراہیم ہیں۔

۱۸۵۶ء میں پہلی بار غالب نے "قادر نامہ" کے نام سے ادب اطفال میں ایک کتاب تخلیق کی۔ یہ کتاب خالق باری کی تتبع میں ہے۔ غالب نے قادر نامہ باقر علی اور حسین علی جوان کے بھتیجے زین العابدین کے بیٹے تھے کی درسی ضروریات کے پیش نظر تحریر کی۔

قیام پاکستان کے بعد بچوں کی درسی و نصابی ضروریات پوری کرنے کے لیے فی الفور اقدامات اٹھائے گئے۔ وفاقی اور صوبائی تعلیمی بورڈ تشکیل دیئے گئے۔ اردو ادب کے نامور شعراء و ادباء کرام کے تخلیق شدہ ادب سے منتخب مضامین، نظمیں اور اقتباسات لئے گئے۔ یہ مواد بچوں میں مذہبی، ملی اور اخلاقی تربیت کے پیش نظر منتخب کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ غیر نصابی کتب، رسائل اور اخبارات میں بچوں کے خصوصی صفحات کی طرف بھی توجہ دی گئی۔ صوبائی سطح پر مختلف مقامی زبانوں بالخصوص اردو، پنجابی اور سندھی میں بچوں کے لیے معلوماتی اور تفریحی مواد پر مشتمل کتابچے تیار کئے گئے۔ یونین کونسلز کی سطح پر لائبریریوں کا قیام عمل میں لایا گیا تاکہ یہ تخلیقی مواد بچوں تک پہنچ سکے۔ حکومت پاکستان کی جانب سے بچوں کو معلوماتی ادب فراہم کرنے اور جدید علوم سے روشناس کرانے کیلئے بین الاقوامی ادب سے رسائل وجرائد کو دیگر زبانوں سے اردو قالب میں ڈھال کر شائع کیا جاتا۔ اس عمل سے بچوں کو بین الاقوامی ادب کے مزاج اور انداز سے واقفیت کے ساتھ ساتھ متنوع علوم سے شناسائی بھی ہو جاتی۔

سائنسی، عمرانی، نباتاتی وحیوانی علوم سے واقفیت کے لیے شکاگو یونی ورسٹی امریکہ سے بچوں کے لئے مختلف موضوعات پر ۱۹۴۱ء تا ۱۹۵۲ء چھوٹی چھوٹی معلوماتی کتب شائع کی گئیں۔ محکمہ تعلیم حکومت پاکستان نے اس معلوماتی مواد کو اردو ترجمہ کے ساتھ پاکستانی بچوں کے لیے شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔ ۱۱ اکتوبر ۱۹۵۷ء کے حکومتی سرکلر نمبر سی۔ ایم/۲۹۹۰۸ جی کے تحت ان کتب کا اردو ترجمہ شائع کیا گیا۔ یہ کتب ہر یونین کونسل کی لائبریری میں رکھوائی گئیں تاکہ بچے اور اساتذہ ان سے مستفید ہوں۔ یونین کونسلز کے نامناسب انتظامات اور لوکل گورنمنٹ انتظامی ڈھانچہ کے عدم استحکام کی بدولت یہ قیمتی مواد کرم خردگی، حکام کی عدم توجہی اور دیگر نامصائب حالات کی وجہ سے افتاد زمانہ کا شکار ہو گیا۔ اس ضمن میں ترجمہ کی گئی چند کتب درج ذیل ہیں۔

"روشنی" یہ کتاب شکاگو یونی ورسٹی کی معلمہ برتھا مورس پارکر کی تالیف "Light" کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب کے مترجم مولانا صلاح الدین احمد ہیں اور یہ پبلشرز یونائیٹڈ لمیٹڈ، انار کلی، لاہور سے باشتراک فرینکلن پبلیکیشنز لاہور۔۔۔نیویارک ۱۹۶۲ء شائع ہوئی۔ اس سلسلہ کی ہر کتاب کے صفحہ نمبر اپر یہ انگریزی تحریر ثبت ہے۔

"This is an authorized translation of LIGHT by Bertha Morris Parker. Copyright ۱۹۵۲, ۱۹۴۹, ۱۹۴۱ by Row, Peterson and Company. This Urdu language edition is authorized for publication by Western Printing and Lithographing Company Racine, Wisconsin, USA" (30)

اس کتاب میں روشنی کے متعلق بنیادی معلومات فراہم کی گئیں ہیں۔ آنکھ کے بصری نظام کے متعلق رنگین تصاویر اور بہترین پرنٹنگ کے ساتھ یہ کتاب روشن اور غیر روشن اشیاء کے متعلق بچوں کو بنیادی معلومات فراہم کرتی ہے۔

"سائنس داں اور اس کے آلات" برتھا مورس کی اس کتاب کو مولانا صلاح الدین احمد نے اردو قالب میں ڈھالا۔ یہ کتاب "THE SCIENTIST AND HIS TOOLS" کا اردو ترجمہ ہے۔ رنگین سرورق کے ساتھ ۳۶ صفحات پر مشتمل یہ معلوماتی کتاب سائنس کی مختلف ایجادات، دریافتوں اور سائنسی آلات کے متعلق مواد پر مشتمل ہے۔

"پودوں کی دنیا" برتھا مورس پارکر و الاپوڈنڈ روف کی تصنیف THE PLANT WORLD کو بچوں کی فہم کے مطابق آسان اردو ترجمہ میں پروفیسر محمود احمد خاں نے ترجمہ کیا۔ یہ کتاب سائنس کی ابتدائی تعلیمی کتابوں کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ خوبصورت، رنگین سرورق کے ساتھ پودوں کی گروہ بندی اور ان کی اقسام معہ تصاویر اس کتاب کا خاصہ ہے۔

"نیا گھر" یہ کتاب ہرمن اور نیناشنائیڈر کی تخلیق LET'S LOOK INSIDE YOUR HOUSE کا اردو ترجمہ ہے جو صلاح الدین احمد کی کاوش ہے۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ پبلشرز نے باشتراک موسسٔہ مطبوعات فرینکلن لاہور۔۔۔نیویارک، نے لاہور، حیدر آباد اور کراچی سے شائع کیا۔ اس کتاب میں گھریلو مصرف کی اشیاء جن کو سائنسی ایجادات کی بدولت سہولت سے استعمال کیا جاتا ہے کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً ہوا، پانی، حرارت اور بجلی کے مؤثر گھریلو استعمال کے طریقہ کار وضع کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب چالیس صفحات پر مشتمل ہے۔

"موٹروں کی پہلی کتاب" مصنفہ و مصورہ جین بنڈک کی کتاب "THE FIRST BOOK OF AUTOMOBILES" کا اردو ترجمہ غلام رسول مہر نے کیا۔ بچوں میں آمد و رفت کے جدید ذرائع، ان کی اقسام، استعمال اور پرزہ جات کے متعلق بنیادی معلومات سے مزین یہ کتاب بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ چھیاسٹھ صفحات پر مشتمل یہ کتاب رنگین سرورق کے ساتھ شیخ غلام علی اینڈ سنز نے شائع کی۔

ایسی متنوع اقسام کی معلوماتی کتب کا بین الاقوامی ادب سے اردو ترجمہ شائع کرنا فروغ ادب اطفال میں حکومتی سطح پر سنجیدگی کی بین دلیل ہے۔ صوبائی سطح پر مرکزی اردو بورڈ لاہور، اردو اکیڈمی سندھ کراچی، نرالی کتابیں لاہور، نیشنل بک فاؤنڈیشن پاکستان، پاکستان

پنجابی ادبی بورڈ لاہور اور ہمدرد فاؤنڈیشن کراچی نے بھی اس کار خیر میں بھر پور حصہ لیا اور بچوں کی متعدد معلومات و تفریحی کتب و رسائل شائع کیے۔ جو پورے پاکستان کی یونین کونسلز میں بچوں اور بڑوں کے پڑھنے کے لئے مفت دستیاب تھیں۔ ان میں سے چند کتابیں یہ ہیں۔

"سڑک" ۱۹۷۴ء میں نیشنل بک فاؤنڈیشن نے یہ کتاب شائع کی۔ ڈاکٹر اسد اللہ قاضی کی تحریر کردہ اس مختصر سی کتاب میں سڑکوں کے متعلق بنیادی معلومات معہ تصاویر دی گئی ہے۔ ناشر کتاب کے متعلق بیک ٹائٹل پر لکھتے ہیں۔

> "انسان کے ارتقاء میں سڑکوں کی تعمیر ایک اہم موڑ ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے ہر بچے کو سڑک کے بارے میں کافی معلومات حاصل ہوں گی۔ مختلف زمانوں میں سڑکوں کی تعمیر کے طریقے اور طرح طرح کی گاڑیوں کا استعمال دل کش تصویروں میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب بچوں کو ان کی جانی پہچانی دنیا کی ایک مفید جھلک دکھاتی ہے۔"(۳۱)

"ذرائع آمد ورفت" مرکزی اردو بورڈ لاہور نے بچوں میں ذرائع آمد ورفت کے متعلق شعور بیدار کرنے کے لئے ۱۹۸۱ء میں یہ کتابچہ شائع کیا۔ پہیے کی ایجاد سے بیل گاڑی، کشتیاں، بحری جہاز، موٹر گاڑیاں اور ہوائی جہاز جیسے ذرائع آمد ورفت کا تعارف اس کتابچے کا خاصہ ہے۔ "فن اور دستکاریاں" گھریلو صنعت کاری اور دیگر فنون کے متعلق یہ معلوماتی کتابچہ مرکزی اردو بورڈ نے شائع کیا۔ رنگین سرورق اور باتصویر کتابچہ یونس ادیب کی تخلیق ہے۔ اسی طرح نجمہ فاروقی کی کتاب "ذیابیطس"، عبد الرحمن اور جلال احمد کی "سمندر کا پانی نمکین"، رفیق احمد خان کی نظموں کا مجموعہ "آؤ بچو گاؤ بچو"، کنیز بٹ کی تحریر کردہ "صاف پانی اچھی صحت" اس ضمن میں چند مثالی کتابیں ہیں۔

پاکستان کی معروف سماجی شخصیت صدر ہمدرد فاؤنڈیشن، چیئرمین ہمدرد وقف لیبارٹریز، بانی مدینۃ الحکمت، چانسلر ہمدرد یونیورسٹی، قائد نونہال، سرسید ثانی، شہید پاکستان حکیم محمد سعید نے بچوں کی صحت اور تعلیم و تربیت کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ نے ہمدرد فاؤنڈیشن کراچی سے بچوں کے لئے بیسیوں کتب شائع کیں۔ حکیم محمد سعید، مسعود احمد برکاتی، احمد خان خلیل کی مجلس ادارت میں مقامی اور دیگر زبانوں کے ادب سے بچوں کی کہانیوں اور سبق آموز واقعات اور حکایتوں کے مجموعہ جات شائع کئے گئے۔ ۱۹۷۷ء سے ایسی کتب کی اشاعت کا سلسلہ ہمدرد فاؤنڈیشن پریس کراچی سے کیا گیا۔ چند ایک کتب کا تذکرہ بطور سند کیا جاتا ہے۔ "ننھا سراغ رساں" یہ کتاب سراغ رسانی اور بہادری کے کارناموں پر مشتمل کہانیوں کا مجموعہ ہے۔ منصور حامد کی کہانی بعنوان "لکڑی کا گھوڑا" اور "قیدی کا اغوا" مسعود احمد برکاتی "ننھا سراغ رساں" قمر علی عباسی "بہادر چیکی" علی اسد "انگریز ڈاکو" اور حبیب اللہ رشدی کا "بوڑھا شیر" بچوں میں اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سال ۱۹۸۴ء تک اس کتاب کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے تھے۔ فی ایڈیشن ۲۰۰۰ کاپیاں تیار کی گئیں۔ "ابو علی کا جوتا" عربی ادب سے دلچسپ حکایات اور دیگر کہانیوں کا مجموعہ ہمدرد فاؤنڈیشن پریس نے ہمدرد سینٹر ناظم آباد، کراچی ۱۸ اماس پرنٹرس، کراچی سے شائع کیا۔ اس کتاب میں محمد احمد سعید، قاضی شفیق الرحمان، عبد الحمید

نظامی، سہیل برکاتی، عطاء الرحمان صدیقی اور اقلیم رضا کی تحریریں شامل ہیں۔ کتابچے کے بیک ٹائٹل پر حکیم محمد سعید کی رنگین تصویر اور بچوں کے نام پیغام بعنوان اچھی کتاب درج ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"انسان کے اچھے دوستوں اور رفیقوں میں سے کتاب بھی ہے۔ سچا دوست وہ ہوتا ہے جو برے وقت میں کام آئے۔ کتاب ہر وقت اور ہر موقع پر کام دیتی ہے۔ برے انسانوں کو اچھا بناتی ہے۔ برائی سے بچاتی ہے۔ کتابیں پڑھ کر ہم دوسرے کے تجربوں سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔ کتابیں ہمیں زندگی کی سیر کراتی، گزری ہوئی باتیں بتاتی اور آئندہ کے لیے راستہ دکھاتی ہیں، ہمیں بزرگوں سے ملاتی، نیک وبد کی تمیز سکھاتی ہیں اور ہماری عقل کو جِلا دیتی ہیں۔ ہمیشہ اچھے آدمیوں کو دوست بنانا اور اچھی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ جس طرح برے آدمیوں کو دوست بنانے سے نقصان ہوتا ہے اسی طرح بری کتابوں کے پڑھنے سے بھی نقصان پہنچتا ہے۔ دوستوں کی طرح کتابوں کا انتخاب بھی پوری احتیاط اور توجہ سے کر کے صرف اچھی کتابیں پڑھنی چاہئیں۔"(۳۲)

بچوں کے ادب کے لئے قیام پاکستان کے بعد حکومتی اور غیر حکومتی سطح پر ہونے والی کاوشیں قابل ستائش ہیں۔ ابتدائی طور پر بچوں کے لیے زیادہ تر معلوماتی مواد کی حامل کتب تیار کی جاتی تھیں۔ ۱۹۸۰ء سے ۲۰۰۰ء کے درمیان بچوں کے رسائل وجرائد کے اجراء میں اتنی تیزی آئی کہ محض ان بیس سالوں میں ۲۰۰ سے زائد نئے رسائل وجرائد پاکستان کے مختلف شہروں سے منظر عام پر آئے۔ کراچی اور لاہور نئے رسائل وجرائد کے اجراء کے لئے مرکز نگاہ رہے۔ ان کے علاوہ فیصل آباد، سیالکوٹ، راولپنڈی، کوئٹہ، گوجرانوالہ، حیدرآباد، پشاور، ملتان، میرپور خاص، دیپالپور، اسلام آباد، بھکر، منڈی بہاؤالدین، مظفر آباد، جھنگ، سکھر، نواب شاہ، حاصل پور، کامونکی، اٹک، حافظ آباد، قصور، خانیوال، مردان، چمن، گجرات، ڈیرہ اسماعیل خان، خان پور، راجن پور اور لیہ سے بھی بچوں کے رسائل شائع ہوتے ہیں۔ ان رسائل میں سے بعض کچھ عرصہ جاری رہنے کے بعد راہی عدم ہوگئے۔ جب کہ بعض رسائل تاحال پوری جاں فشانی اور منکسر المزاجی کے ساتھ جاری وساری ہیں۔ ماہ نامہ انوکھی کہانیاں ایسے رسائل کی ایک زندہ وجاوید مثال ہے۔

ہندوستان میں اگر بچوں کے رسائل کی بات کریں تو تقسیم کے بعد سرحد کے دونوں اطراف دیگر مسائل اور مشکلات کے ساتھ ساتھ ادبی سرگرمیاں بھی متاثر ہوئیں۔ محققین اور تخلیق کاروں کی نقل مکانی ان کے تحقیقی و تخلیقی عمل کے لئے ایک کڑی آزمائش تھی۔ پاکستان کی طرح بھارت میں ۱۹۷۰ء سے ۲۰۰۰ء تک بیسیوں بچوں کے رسائل منظر عام پر آئے اور ادب اطفال میں قیمتی سرمایہ محفوظ کرنے کا سبب بنے۔ دہلی، ممبئی، کلکتہ، حیدرآباد اور مراد آباد سے بچوں کے بہت سارے رسائل کا اجراء ہوا۔ اس کے علاوہ مالیگاؤں، امراوتی، جموں کشمیر، بجنور، پٹنہ، گورکھپور، لکھنو، علی گڑھ، بریلی، برہان پور، بہار شریف، بھوپال، ناگ پور، ہاوڑہ، سہسرام اور بیاول سے بھی بچوں کے کئی رسائل شائع ہوئے۔

حکومتی سطح پر نیشنل بک فاؤنڈیشن کے اہتمام ۲۰۱۳ء تک مسودوں اور کتب کے مقابلے ہر سال منعقد کرائے جاتے تھے اور اس کے تحت بچوں کے ادب کے موضوعاتی مقابلے بھی ہوتے تھے۔ جس میں بچوں کے ادیبوں کی پذیرائی کی جاتی تھی اور ان مقابلوں میں

ہر ایک موضوع پر اول آنے والے مسودوں کی اشاعت کا نیشنل بک فاؤنڈیشن کرتی تھی۔ اگر رائٹر و ادیب خود وہ مسودہ کتابی شکل میں شائع کرتے تھے تو نیشنل بک فاؤنڈیشن پانچ سو کتابیں خرید فرماتی تھی۔ اس کے علاوہ ہر سال منعقد ہونے والے اس مقابلے کی متعدد مسودوں کو پنجاب اسکولز لائبریری پروجیکٹ کو بھیجا جاتا تھا اور اس کی اشاعت کی جاتی تھی۔ اس طرح چند سال قبل تک نیشنل بک فاؤنڈیشن بڑوں کے ساتھ ساتھ بچوں کے ادب کے حوالے سے بھی کتابوں کی اشاعت کرتی تھی۔ اس کے علاوہ ادب اطفال کے فروغ میں حکومت پنجاب نے بھرپور دل چسپی دکھائی اور پندرہ سال تک بے شمار کتابوں کی اشاعت کرائی اور پنجاب بھر کے اسکولز، کالج اور لائبریریوں کو یہ کتابیں باقاعدہ بھجوائیں گئیں۔ اس سلسلے میں جرمنی کی ایک این جی اور "جی ٹی زیڈ" کا بے حد تعاون رہا پھر حکومتی سطح پر عدم دل چسپی کی وجہ سے یہ پراجیکٹ بھی ختم ہوا مگر جتنے عرصے جاری رہا یہ ادب اطفال کا سنہری دور شمار کیا جا سکتا ہے۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن کی جانب ادب اطفال کے فروغ کے لئے افشاں ساجد، اسلم راؤ اور ایم ڈی محترم احمد فراز نے بہت کام کیا ہے۔ حکومتی سطح پر آج بھی ادب اطفال توجہ چاہتا ہے۔ آج ہم اپنے بچوں کی ذہنی و فکری نشو و نما کریں گے تو کل ہمارے ملک کا مستقبل مضبوط ہاتھوں میں ہو گا۔

## حوالہ جات


1. سیّد احمد دہلوی، مرتب: فرہنگ آصفیہ، جلد اول، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء
2. قائم رضا امروہوی، سید، مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی، سید، مرتب: نسیم اللغات، کراچی: شیخ غلام علی اینڈ سنز، س ن
3. شان الحق حقی، مرتب: فرہنگ تلفظ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۲ء
4. محمد عبداللہ خان خویشگی، مرتب: فرہنگ عامرہ، راول پنڈی، ایس ٹی پرنٹرز، ۲۰۰۷ء
5. محمد اسحاق جلال پوری، مرتب: درسی اردو لغت، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۲ء
6. فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، مرتب: رافع اللغات، لاہور: آر ایم ایس پرنٹرز، ۲۰۱۵ء
7. جمیل جالبی، ڈاکٹر، ادب، کلچر اور مسائل، مرتبہ، خاور جمیل، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۸ء، ص:۱۵
8. وقار عظیم، سید، فن اور فنکار، لاہور: اردو مرکز، س ن، ص:۷۵، ۷۴
9. خوش حال زیدی، ڈاکٹر، بچوں کا ادب اکیسویں صدی کی دہلیز پر، دہلی: بزمِ خضر راہ، ۲۰۰۰ء، ص:۶۴
10. اطہر پرویز، ادب کسے کہتے ہیں، نئی دہلی: ترقی اردو بورڈ، ۱۹۶۷ء، ص:۱۳
11. التین:۴
12. بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب الجنائز، رقم الحدیث:۱۳۵۹
13. خوش حال زیدی، ڈاکٹر، اردو میں بچوں کا ادب، دہلی: مکتبہ جامعہ اردو، ۱۹۸۹ء، ص:۲۴
14. سلیم اختر، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، طبع اکیس، ۲۰۰۲ء، ص:۵۳۳
15. زیب النساء، بیگم، اقبال اور بچوں کا ادب، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو، ۲۰۱۱ء ص:۱۵

16. http://www.jahan-e-urdu.com/childrens-literature-writer-Dr-asrarul-haque-sabile
17. اکبر رحمانی، پروفیسر، اردو میں ادب اطفال ایک جائزہ، جلگاؤں: ایجوکیشنل اکادمی، ۱۹۹۱ء، ص:۶۱۷
18. محمد شفیع الدین نیئر، اردو زبان میں بچوں کا ادب، مشمولہ: آج کل، ماہ نامہ، (مدیر: شہباز حسین) نئی دہلی:۱۹۷۹ء، ص:۲۹
19. Britannica Junior Encyclopedia (For girls and boys) Vol.1, C1950, P:429
20. اسلم فرخی، ڈاکٹر، بچوں کے مرزا غالب، دہلی: مکتبہ پیام تعلیم، ۲۰۱۱ء، ص:۶
21. فرزانہ یاسمین، قائداعظم کی باتیں، لاہور: مکتبہ عالیہ، ۱۹۷۵ء، ص:۹
22. نذیر انبالوی، آیئے لکھنا سیکھیں مع کہانی کیسے لکھیں، لاہور: بچوں کا کتاب گھر، ۲۰۱۸ء، ص:۶۰
23. جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادب اردو، جلد دوم، لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع ہفتم، ۲۰۱۳ء، ص:۲۸
24. عبداللہ، سید، ڈاکٹر، ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ، لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع دوم، ۱۹۶۷ء، ص:۲۶
25. مظفر حنفی، جیہات و جستجو، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ، ۲۰۱۱ء، ص:۸۳
26. ذکیہ مشہدی، ڈاکٹر، اردو میں بچوں کا ادب، رانچی: رانچی پرنٹرس، ۱۹۹۰ء، ص:۱۰۲
27. اظہر علی فاروقی، میر تقی میر اور بچوں کی شاعری، مشمولہ: آج کل، ماہ نامہ، نئی دہلی:۱۹۷۶ء، ص:۱۹
28. حامد اللہ افسر، میرٹھی، اردو میں بچوں کا ادب، مشمولہ: نیا دور، رسالہ (نصف صدی نمبر) لکھنو:۱۹۹۵ء، ص:۲۴
29. مظفر حنفی، جیہات و جستجو، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ، ۲۰۱۱ء، ص:۸۴
30. برتھا مورس پارکر، لائٹ، مترجم: صلاح الدین احمد، مولانا، روشنی، لاہور: پبلشرز یونائیٹڈ لمیٹڈ، طبع دوم، ۱۹۶۲ء، ص:۱
31. اسد اللہ، قاضی، ڈاکٹر، سٹرک، کراچی: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۷۴ء، ص۱۶
32. محمد سعید، حکیم، ابو علی کا جوتا، کراچی: ہمدرد فاؤنڈیشن، ۱۹۷۷ء، ص۴۸